روزنامہ ٹیلیفون نمبر 213029 C.P.L.29

الفضل

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

جمعرات 24 اپریل 2003ء، 21 صفر 1424 ہجری۔ 24 شہادت 1382 ہش جلد 53-88 نمبر 90

خلیفہ خدا بناتا ہے

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے مجھے اپنی آخری بیماری کے دوران فرمایا:

مجھے ڈر ہے کہ کئی خواہش رکھنے والے اٹھ کھڑے ہوں گے اور کہیں گے میں خلافت کا زیادہ حقدار ہوں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اور مومن ابوبکر کے سوا کسی کو خلیفہ بنانے پر راضی نہیں ہوں گے۔

(مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب فضائل ابوبکر حدیث 4399)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا انتخاب

تمام احباب جماعت ہائے احمدیہ کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ آج مورخہ 22۔اپریل 2003ء بروز منگل بعد نماز مغرب وعشاء بیت الفضل لندن میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود کی مقرر کردہ مجلس انتخاب خلافت کا اجلاس بصدارت محترم چوہدری حمید اللہ صاحب منعقد ہوا جس میں حسب قواعد ہر رکن نے خلافت احمدیہ سے وابستگی کا حلف اٹھایا اور اس کے بعد مکرم ومحترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب سلمہٗ ربہٗ کو خلیفۃ المسیح منتخب کیا۔ اراکین مجلس انتخاب خلافت نے اسی وقت آپ کی بیعت کی جس کے بعد احباب کو (بیت الذکر) میں آنے کی عام اجازت دے دی گئی۔ اور (بیت الذکر) اور گردونواح کے جملہ موجود احباب جماعت نے جن کی تعداد تقریباً دس اور گیارہ ہزار کے درمیان تھی آپ کی بیعت کی۔ اللہ تعالیٰ اس انتخاب کو منظور فرماتے ہوئے اسے بہت بابرکت فرمائے۔ آمین

اے ہمارے رحیم اور رحمٰن خدا! اے ہمارے کریم اور ودود رب! ہم تیرے شکرگزار ہیں کہ تو نے ہمیں اپنے فضل سے نوازا اور ہماری حالت خوف کو ایک بار پھر امن میں بدل دیا۔ اے ہمارے قادر اور قیوم خدا ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ ایک بار پھر تیرے مسیح موعود اور مہدی معہود کی پیشگوئی مندرج رسالہ الوصیۃ پوری شان اور شوکت کے ساتھ پوری ہوئی۔ وللہ الحمد۔

والسلام خاکسار

عطاء المجیب راشد

سیکرٹری مجلس شوریٰ

22۔اپریل 2003ء

حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس کے حالات وخدمات قبل از خلافت

☆ حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 15 ستمبر 1950ء کو حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب مرحوم ومحترمہ صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ کے ہاں ربوہ میں پیدا ہوئے۔

☆ آپ حضرت مسیح موعود کے پڑپوتے، حضرت مرزا شریف احمد صاحب کے پوتے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے نواسے ہیں۔

☆ میٹرک تعلیم الاسلام ہائی سکول اور بی اے تعلیم الاسلام کالج ربوہ سے کیا۔

☆1967ء میں ساڑھے سترہ سال کی عمر میں نظام وصیت میں شمولیت فرمائی۔

☆1976ء میں زرعی یونیورسٹی فیصل آباد سے ایم ایس سی کی ڈگری ایگریکلچرل اکنامکس میں حاصل کی۔

☆31 جنوری 1977ء کو آپ کی شادی مکرمہ سیدہ امۃ السبوح بیگم صاحبہ بنت محترمہ صاحبزادی امۃ الحکیم صاحبہ مرحومہ ومکرم سید داؤد مظفر شاہ صاحب سے ہوئی۔ 2 فروری کو دعوت ولیمہ ہوئی۔

☆ آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹی مکرمہ امۃ الوارث فاتح صاحبہ اہلیہ مکرم فاتح احمد ڈاہری صاحب نوابشاہ اور مکرم صاحبزادہ مرزا وقاص احمد صاحب حال متعلم لندن سے نوازا ہے۔

☆1977ء میں وقف کر کے نصرت جہاں سکیم کے تحت اگست 77ء میں غانا روانگی۔

☆ غانا میں 1977ء تا 1985ء تک بطور پرنسپل احمدیہ سیکنڈری سکول سلاگا 2 سال، ایسارچر 4 سال اور پھر 2 سال احمدیہ زرعی فارم ٹمالے شمالی غانا کے مینیجر رہے۔ آپ نے غانا میں پہلی بار گندم اگانے کا کامیاب تجربہ کیا۔

☆1985ء میں پاکستان واپسی ہوئی اور 17 مارچ 1985ء سے نائب وکیل المال ثانی کے طور پر تقرر ہوا۔

☆18 جون 1994ء کو آپ کا تقرر بطور ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ ہوگیا۔

☆ 10 دسمبر 1997ء کو ناظر اعلیٰ وامیر مقامی مقرر ہوئے۔ اور تا انتخاب خلافت اس منصب پر مامور رہے۔

☆ اگست 1998ء میں صدر مجلس کارپرداز مقرر ہوئے۔

☆ بحیثیت ناظر اعلیٰ آپ ناظر ضیافت اور ناظر زراعت بھی خدمات بجالاتے رہے۔

☆1994ء تا 1997ء چیئرمین ناصر فاؤنڈیشن رہے۔ اسی عرصہ میں آپ صدر تزئین ربوہ کمیٹی بھی تھے۔ آپ نے گلشن احمد نرسری کی توسیع اور ربوہ کو سرسبز بنانے کیلئے ذاتی کوشش اور نگرانی فرمائی۔

☆1988ء سے 1995ء تک ممبر قضاء بورڈ رہے۔

☆ خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں سال 77-76ء میں مہتمم صحت جسمانی، 85-84ء میں مہتمم تجنید، سال 86-85ء تا 89-88ء تک مہتمم مجالس بیرون اور 90-89ء میں نائب صدر خدام الاحمدیہ پاکستان رہے۔

☆ انصاراللہ پاکستان میں قائد ذہانت وصحت جسمانی 95ء اور قائد تعلیم القرآن 95ء تا 97ء رہے۔

☆ 1999ء میں ایک مقدمہ میں اسیر راہ مولیٰ رہنے کا اعزاز بھی حاصل کیا۔ 30۔اپریل کو گرفتار ہوئے اور 10 مئی کو رہا ہوئے۔

☆22۔اپریل 2003ء کو لندن وقت کے مطابق 11:40 بجے رات آپ کے بطور خلیفۃ المسیح الخامس ہونے کا اعلان ہوا۔ اس وقت آپ کی عمر تقریباً 53 سال ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر اور صحت میں برکت ڈالے اور اشاعت دین کے کاموں میں روح القدس کی تائید سے نوازے۔ آمین

(مرتبہ : ایم۔ایم ۔ طاہر)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کا پہلا خطاب عام

حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پہلی بیعت عام سے قبل مختصر سا خطاب فرمایا جو ایم ٹی اے کے ذریعہ براہ راست تمام دنیا میں نشر کیا گیا۔ حضور نے تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

احباب جماعت سے صرف ایک درخواست ہے کہ آجکل دعاؤں پہ زور دیں، دعاؤں پہ زور دیں، دعاؤں پہ زور دیں۔ بہت دعائیں کریں، بہت دعائیں کریں بہت دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنی تائید ونصرت فرمائے اور احمدیت کا یہ قافلہ اپنی ترقیات کی طرف رواں دواں رہے۔ (آمین)

مجلس انتخاب اور خلیفہ کا حلف

مجلس انتخاب خلافت کا ہر رکن انتخاب سے پہلے یہ حلف اٹھائے گا کہ

''میں اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر اعلان کرتا ہوں کہ میں خلافت احمدیہ کا قائل ہوں اور کسی ایسے شخص کو ووٹ نہیں دوں گا جو جماعت مبایعین سے خارج کیا گیا ہو۔ یا اس کا تعلق احمدیت یا خلافت احمدیہ کے مخالفین سے ثابت ہو۔''

جب خلافت کا انتخاب عمل میں آئے تو منتخب شدہ خلیفہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ لوگوں سے بیعت لینے سے پہلے کھڑے ہو کر قسم کھائے کہ:۔

''میں اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں کہ میں خلافت احمدیہ پر ایمان رکھتا ہوں۔ اور میں ان لوگوں کو جو خلافت احمدیہ کے خلاف ہیں باطل پر سمجھتا ہوں اور میں خلافت احمدیہ کو قیامت تک جاری رکھنے کیلئے پوری کوشش کروں گا اور (احمدیت) کی (دعوت) کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے انتہائی کوشش کرتا رہوں گا۔ اور میں ہر غریب اور امیر احمدی کے حقوق کا خیال رکھوں گا اور قرآن شریف اور حدیث کے علوم کی ترویج کے لئے جماعت کے مردوں اور عورتوں میں ذاتی طور پر بھی اور اجتماعی طور پر بھی کوشاں رہوں گا۔''

پبلشر آغا سیف اللہ' پرنٹر قاضی منیر احمد) مطبع ضیاء الاسلام پریس مقام اشاعت دار النصر غربی چناب نگر (ربوہ) قیمت تین روپے

"بہشتی ٹبر" کے چشم و چراغ اور فرشتہ سیرت بزرگ

حضرت سید محمود اللہ شاہ صاحب کی یادیں

آپ شفیق وجود اور تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر تھے

مولوی محمد ابراہیم بھامبڑی صاحب

حضرت سید محمود اللہ شاہ صاحب حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب کے بزرگ بیٹے تھے۔ نورانی شکل کے وجیہ بزرگ تھے۔ حضرت شاہ صاحب کے چار اور بھائی بھی تھے۔ حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب۔ سید عبدالرزاق شاہ صاحب۔ میجر سید حبیب اللہ شاہ صاحب۔ سید عزیز اللہ صاحب۔ اول الذکر دونوں بھائیوں کو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں اور مؤخر الذکر دو بھائیوں سے غائبانہ تعارف ہے میں سمجھتا ہوں کہ پانچوں بھائی گلاب کے رنگین خوشبودار پھول تھے۔ جو اپنے اپنے ماحول کو معطر بنا دیتے تھے۔ یہ پانچوں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے ماموں ہیں۔ نیک خصائل کی وجہ سے ہی حضرت مسیح موعود اس کنبہ کو "بہشتی ٹبر" کے نام سے یاد فرمایا کرتے تھے۔

حضرت سید محمود اللہ شاہ صاحب مرحوم ایک سنہری داستان ہیں۔ آپ خوبیوں کا حسین مرقع اور فضائل کا چھلکتا ہوا شیریں جام تھے۔ مجھے ان کے ساتھ 47ء تا 52ء میں کام کرنے کا موقعہ ملا ہے۔ اور میں نے انہیں بہت قریب سے دیکھا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ ایسی کتاب اور رجسٹر تھے۔ جس کی بے شمار نقلیں ہونی چاہئیں۔ زندہ قوم وہی ہوتی ہے جس کی نوخیز نسل اپنے بزرگوں کی جگہ لے۔ شاہ صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر تھے اور میں سکول میں دینیات کا استاد تھا۔ تقسیم ملک کے بعد ہمارا سکول قادیان سے چنیوٹ منتقل ہو گیا۔ ہر چیز الٹ پلٹ ہو چکی تھی۔ اساتذہ بھی ادھر ادھر بکھر چکے تھے۔ سکول میں نہ کوئی فرنیچر تھا نہ سکول کا بورڈنگ۔ حضرت شاہ صاحب نے اساتذہ کے تعاون سے چند روز میں سب کچھ تیار کر لیا۔ بورڈنگ کے لئے تین عمارتیں مل گئیں۔ اور سکول کی عمارت پہلے ہی موجود تھی۔ آہستہ آہستہ طلباء آنے شروع ہو گئے۔ ابتداء میں بورڈنگ میں پندرہ بیس طلباء آ گئے۔ شاہ صاحب نے بورڈنگ کا سارا کام خاکسار کے سپرد کر دیا۔ چند ماہ میں ہی شاہ صاحب کی دعاؤں اور کوشش اور مقناطیسی کشش سے سکول اور بورڈنگ طلباء سے بھر گیا اور ہمارے سکول کی شہرت اور نیک نامی نہ صرف چنیوٹ بلکہ سارے ضلع جھنگ میں خوشبو کی طرح پھیل گئی۔ چنیوٹ کے مقامی اسلامیہ ہائی سکول کے طلباء اپنا سکول چھوڑ کر ہمارے سکول میں داخل ہونے شروع ہو گئے۔ اور ہمارے سکول کا رعب اور وقار تمام شہر میں بڑھ گیا۔ یہاں تک کہ چنیوٹ کے بعض مقامی طلباء اپنے گھروں میں رہنے کی بجائے ہمارے بورڈنگ میں داخل ہو گئے۔ بورڈنگ میں رہائش اور پڑھائی کا انتظام بہت اچھا تھا۔ ہمارے سکول میں دینیات کو سب سے زیادہ اہمیت دی جاتی تھی۔

سکول کی پڑھائی شروع ہونے سے پہلے اسمبلی ہوتی تھی۔ قرآن مجید کی تلاوت سے ابتداء ہوتی تھی۔ بعدہ نونہالان جماعت کی نظم اور آخر میں پاکستان کا ترانہ ہوتا تھا۔ اور اسمبلی میں روزانہ طلباء کو ادعیہ مسنونہ میں سے ایک دعا یاد کرائی جاتی تھی۔ اور پھر کلاسیں شروع ہو جاتی تھیں اور سکول میں روزانہ پریڈ بھی ہوتی تھی۔ کام اور نگرانی کو احسن بنانے کے لئے روزانہ اساتذہ میں سے باری باری ایک ڈے ماسٹر مقرر کیا جاتا تھا۔ جو سکول کے دوران ہر قسم کی نگرانی کرتا تھا۔ اس طریق سے سکول کا نظم و نسق بہت بہتر ہوا کرتا تھا۔ طلباء بہت محتاط ہو جایا کرتے تھے ہمارے سکول کی یہ ایک خوبی تھی کہ سکول کے دوران کوئی طالب علم سگریٹ نوشی نہیں کرتا تھا۔ نہ کوئی فحش کلامی کرتا تھا۔ بورڈنگ میں بھی یہی کیفیت ہوا کرتی تھی۔

حضرت شاہ صاحب قرآن مجید کے حافظ تھے اور کلام اللہ سے ان کو عشق تھا۔ آپ نے سکول میں قرآن مجید حفظ کرانے کا اس طرح انتظام کر رکھا تھا کہ کلاسوں کے لحاظ سے قرآن مجید کے پاروں کو حفظ کرنے کے لئے تقسیم کیا ہوا تھا۔ ہر کلاس کے دو دو سیکشن ہوا کرتے تھے۔ چھٹی سے لے کر کلاس دہم تک پانچ کلاسیں تھیں۔ ہر کلاس کے ذمہ چھ چھ پارے حفظ کے لئے لگا دیئے جاتے تھے۔ اس طرح کہ سکول کے سارے طلباء اگر جمع ہوں تو سارا قرآن مجید زبانی سنا جا سکتا تھا۔ کلاسوں کے انچارج اس کام کے ذمہ دار ہوا کرتے تھے۔

بورڈنگ میں پانچوں نمازیں باجماعت ادا کی جاتی تھیں اور طلباء کی حاضری لگتی تھی۔ شاہ صاحب نے امام الصلوٰۃ مجھے ہی مقرر کیا ہوا تھا۔ شہر کی بیت الذکر میں جمعہ بھی پڑھایا کرتا تھا۔ حضرت شاہ صاحب نے یہ کام محض اپنی شفقت سے میرے سپرد کیا ہوا تھا۔ یہ شاہ صاحب کی مہربانی تھی ورنہ من آنم کہ من دانم۔

شاہ صاحب میں یہ نمایاں وصف تھا وہ اپنے ماتحت رفقاء کار کا بہت زیادہ خیال اور احترام فرمایا کرتے تھے۔ سکول کے اساتذہ کو فرمایا کرتے تھے کہ اصل ہیڈ ماسٹر تو آپ لوگ ہیں۔ میں تو برائے نام ہیڈ ماسٹر ہوں۔

ایک دفعہ خاکسار کو شائیکا کے درد کا عارضہ ہو گیا۔ آپ خود میری عیادت کے لئے تشریف لائے اور فرمانے لگے مولوی صاحب اگر آپ پسند کریں تو بغرض علاج آپ کو لاہور بھجوا دیتا ہوں۔ میں نے کہا جزاکم اللہ مجھے یہاں پر زیادہ سہولت ہے آپ کی یہ مہربانی آج تک میرے دل پر نقش ہے۔

اسی طرح ایک دفعہ میں نے کہیں سے ان کو ایک بڑی رقم لا کر دی۔ اور ہاتھ میں دیتے وقت کہا شاہ صاحب رقم گن لیں فرمانے لگے آپ نے جو گنی ہوئی ہے۔ رقم بغیر دیکھے گنے جیب میں رکھ لی۔

شاہ صاحب کو اپنے ساتھیوں پر پورا پورا اعتماد تھا۔

اساتذہ کا کام چیک کرنے کا طریق

ایک دفعہ میں کلاس کو پڑھا رہا تھا۔ کہ عقبی دروازے سے داخل ہو کر خاموشی سے آ کر طلباء کے ساتھ بیٹھ گئے۔ مجھے چار پانچ منٹ بعد آپ کی موجودگی کا علم ہوا۔ میں پڑھاتا رہا۔ آپ نے مجھے اپنے دفتر میں بلا کر میری حوصلہ افزائی کی اور فرمایا ماشاء اللہ آپ بہت اچھا پڑھاتے ہیں۔ جزاکم اللہ اگر کسی استاد کی کمزوری دیکھتے تو بغیر نام لئے مجمع میں واعظانہ طور پر سمجھا دیتے۔

جب کوئی انسپکٹر معائنہ کے لئے آتا تو وہ آپ کے اخلاق سے بہت متاثر ہوتا۔ ایک دفعہ ایک انسپکٹر نے کہا شاہ صاحب ہم تو آپ سے کچھ سیکھنے کے لئے آئے ہیں۔ شاہ صاحب کی پرخلوص مساعی اور دعاؤں سے ہمارا سکول ہر میدان میں ضلع بھر میں اول آتا۔ شروع شروع میں تو طلباء کے پاس پوری کتابیں بھی نہیں تھیں۔ کھانے پینے کی اشیاء میں دقت بھی تھی۔ چنیوٹ میں بجلی بھی نہیں تھی۔ پھر بھی ہمارا میٹرک کا نتیجہ شاندار ہوا کرتا تھا۔ اور بعض طلباء پوزیشن لیا کرتے تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ساری برکتیں اس بزرگ وجود کی وجہ سے تھیں۔

میں نے حضرت شاہ صاحب کو کبھی اپنے ماتحت اساتذہ پر ناراضگی کا اظہار کرتے نہیں دیکھا۔ ہمیشہ حوصلہ افزائی کرتے۔ ان کی خاموشی میں بھی ایک وقار اور رعب تھا۔ مجھے اپنے زمانہ تدریس میں چھ ہیڈ ماسٹروں کے تحت کام کرنے کا موقعہ ملا ہے تمام کے تمام ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است کے مصداق تھے۔ لیکن میں بلا مبالغہ کہہ سکتا ہوں کہ میں نے آپ جیسا فرشتہ سیرت اور درویش طبع کسی کو نہیں پایا۔ آپ ادنیٰ ادنیٰ آدمی کی بات بھی بڑی توجہ اور دلچسپی سے سنتے۔ بڑے وقار سے ٹھہر ٹھہر کر چلتے۔

اساتذہ کی عزت و توقیر

حضرت شاہ صاحب اپنے ماتحت اساتذہ کے وقار اور عزت کے بھی محافظ تھے گویا وہ اساتذہ کے لئے حصن حصین تھے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ بورڈنگ کے ایک لڑکے کی نازیبا حرکت پر ایک شفیق اور تجربہ کار اور سینئر استاد نے لڑکے کو بیدوں کی سزا دی۔ اس نے ایک ذی اثر شخص کی انگیخت پر استاد صاحب کے خلاف حکام بالا کے پاس تحریری شکایت بھجوا دی۔ وہ شکایت شاہ صاحب کے پاس بغرض تحقیق و رپورٹ آ گئی شاہ صاحب نے متعلقہ استاد سے استفسار کیا۔ شاہ صاحب استاد اور شاگرد کے رشتہ کو اچھی طرح جانتے تھے حکام بالا کی خدمت میں رپورٹ بھجوا دی۔ کہ میں نے تحقیق کی ہے۔ مکرم استاد صاحب نے عین میری منشاء کے مطابق مناسب سزا دی ہے اور اصلاح اور تادیب کی خاطر دی شکایت داخل دفتر ہو گئی۔ واقعی ایسے اساتذہ جو مغلوب الغضب ہو کر سزائیں نہیں دیتے ان کے غصہ میں بھی پیار مضمر ہوتا ہے۔ ان کا طلباء کے ساتھ مربیانہ اور پدرانہ سلوک ہوتا ہے شہد کی مکھی ڈنگ بھی مارتی ہے مگر دیتی شہد ہی ہے۔ ماں بچہ کو مارے۔ بچہ ماں ماں پکارے۔

میرا تجربہ اور مشاہدہ ہے کہ نافرمان اور گستاخ طلباء کبھی منزل مقصود تک نہیں پہنچتے۔

شاہ صاحب اپنے ماتحت اساتذہ کو دیکھ کر خوش ہو

باقی صفحہ 4 پر

مرسلہ: شکیل احمد ناصر صاحب

سلسلہ کے جید عالم اور مستجاب الدعوات بزرگ

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی

کی قبولیت دعا کے ایمان افروز واقعات

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی ایک مستجاب الدعوات بزرگ رفیق تھے- ذیل میں ان کی قبولیت دعا کے چند واقعات ان ہی کی زبان سے پیش خدمت ہیں-

مریضہ کا فوراً صحت مند ہونا

فرماتے ہیں

''حکیم محمد حیات صاحب (موضع پیر کوٹ ثانی) نے مجھے بتایا کہ ان کی والدہ ماجدہ کو عرق النساء کی وجہ سے بہت تکلیف ہے اور یہ بھی کہا کہ آپ ان کے لئے دعا بھی کریں اور دم بھی کر دیں چنانچہ میں نے اسی وقت ان کی والدہ ماجدہ کے لئے دعا کی اور آخری سورتیں اور رب کل شیء خادمک رب فاحفظنی وانصرنی وارحمنی پڑھ کر دم بھی کیا- جس کے نتیجہ میں خدا کے فضل سے ان کی والدہ کو اسی وقت آرام ہو گیا-'' (حیات قدسی ص 67)

معجزانہ بحالی صحت

ایک دفعہ میں ضلع سرگودھا میں بسلسلہ (دعوت) سفر پر تھا کہ میرا لڑکا عزیز مبشر احمد جس کی اس وقت چار پانچ سال عمر تھی- تپ محرقہ میں مبتلا ہو گیا- جب بخار کو آتے ہوئے 29 روز ہو گئے اور اس میں کچھ افاقہ نہ ہوا- اور بخار کے ساتھ آنکھیں متورم ہو گئیں- اور ان میں پیپ پڑ گئی- تو حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے مع دوسرے ڈاکٹروں کے جو اس کے معالج تھے سخت تشویش کا اظہار کیا- اور کہا کہ اول تو بچے کی زیست کی کوئی امید نہیں- لیکن اگر وہ جانبر ہو گیا تو بھی اس کی آنکھیں، بالکل ضائع ہو جائیں گی- اسی دوران میں دفتر نظارت دعوت الی اللہ کی طرف سے مجھے تار آیا کہ بچے کی حالت بہت خراب ہے- آپ فوراً قادیان پہنچیں- چنانچہ میں قادیان آ گیا-

جب میں نے بچے کو اس تشویشناک حالت میں دیکھا تو بہت بے چین ہوا- اور فوراً وضو کر کے ایک عریضہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں دعا کے لئے لکھا اور خود ایک کوٹھڑی میں داخل ہو کر اور اس کا دروازہ بند کر کے دعا میں مصروف ہو گیا- اس وقت خدا تعالیٰ کے فضل سے مجھے اضطرار کی حالت میسر آ گئی اور روح پگھل کر آستانۂ الوہیت پر پانی کی طرح بہنے لگی اور مجھے محسوس ہونے لگا- کہ دعا قبول ہو گئی ہے- سو میں آدھ یا پون گھنٹہ کے بعد کوٹھڑی سے باہر نکلا اور بچے کو دیکھا تو اس کا تپ اترا ہوا تھا- فالحمد للہ

نیز بعد ازاں معمولی سی دوائی کے استعمال سے چند دنوں میں بچے کی آنکھیں صاف ہو گئیں-

(حیات قدسی جلد 4 ص 11`12)

دعا کے نتیجہ میں دو کامیابیاں

''عزیز مبشر احمد اور اس کے چھوٹے بھائی نے جب میٹرک کا امتحان دیا تو ان کے امتحان کے بعد میں سردار شوکت حیات خان صاحب کے الیکشن کے سلسلہ میں امداد کے لئے کیمل پور میں گیا جب میں نے اپنے بچوں اور سردار شوکت حیات خاں صاحب کے متعلق دعا کی تو مجھ پر بعد نماز فجر غنودگی طاری ہوئی- اور الہام ہوا کہ عزیز مبشر احمد اور عزیزم عزیز احمد دونوں امتحان میں کامیاب کر دیے گئے ہیں اور سردار شوکت حیات بھی کامیاب کر دیے گئے ہیں- چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دونوں بچے کامیاب ہو گئے اور سردار صاحب بھی تین ہزار ووٹوں پر کامیاب ہو گئے''-

(حیات قدسی جلد 4 ص 12)

تینوں مقاصد پورے ہو گئے

''جن دنوں خاکسار لاہور میں مقیم تھا- میاں فیروز الدین صاحب احمدی سخت پریشانیوں میں مبتلا ہو گئے- اس پریشانی کی حالت میں ان کی ہمشیرہ افضل النساء بیگم صاحبہ اہلیہ میاں نظام الدین صاحب کو خواب میں بتلایا گیا کہ میاں فیروز الدین اگر مولوی غلام رسول راجیکی سے دعا کرائے تو اس کے جملہ مصائب خدا تعالیٰ کے فضل سے دور ہو جائیں گے-

اس خواب کی بناء پر افضل النساء صاحبہ نے اپنے بھائی کو کہا کہ وہ مجھ سے دعا کرائیں چنانچہ میاں فیروز الدین صاحب نے مجھے دعا کی تحریک کی- میں نے وعدہ کیا کہ جب دعا کا کوئی خاص موقعہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے میسر آئے گا- تو میں انشاء اللہ دعا کروں گا- اس کے بعد وہ متواتر مجھے دعا کے لئے کہتے رہے-

میاں فیروز الدین کے واسطے ایک دفعہ مجھے دعا کی خاص تحریک ہوئی- اور میں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ کو کونسی ضروریات ہیں جن کے پورا ہونے کے لئے آپ دعا کرانا چاہتے ہیں- انہوں نے بتایا کہ ایک تو ان کی بیوی بعارضہ جنون بیمار ہے اس کی شفایابی کے لئے- دوسرے مالی پریشانی سے نجات حاصل ہونے کے لئے- تیسرا اولاد نرینہ کے لئے- میں نے ان کے ان تینوں مقاصد کے لئے دعا کا خاص موقعہ ملنے پر دعا کی- اور قلبی تحریک کی بناء پر ان کو اطلاع دے دی- کہ اللہ تعالیٰ ان کے تینوں مقاصد پورے فرما دے گا- چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص رحمت اور فضل سے میاں فیروز الدین صاحب کے تینوں مقاصد پورے کر دیئے- ان کی بیوی کی بیماری ہفتہ عشرہ میں دور ہو گئی- بیکاری بھی اتنے ہی عرصہ میں جاتی رہی- اور ایک سال کے اندر ان کو اللہ تعالیٰ نے لڑکا بھی عطا فرمایا جس کا نام عبدالحمید رکھا جو اب ماشاء اللہ صاحب اولاد ہے-

(حیات قدسی حصہ چہارم ص 10)

آخری عمر میں شادی اور اولاد

''موضع پریم کوٹ تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ کے سیکرٹری جماعت منشی اللہ دتا صاحب کی پہلی شادی کو تیس سال گزر چکے تھے- لیکن ان کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی- میں نے ان کو کہا کہ آپ دوسری شادی کر لیں- شاید اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے دوسری بیوی سے آپ کو اولاد عطا فرماوے- بعض دوستوں نے کہا کہ اب منشی اللہ دتہ کی عمر شادی کے قابل کہاں ہے؟ وہ تو بوڑھے ہو چکے ہیں- میں نے عرض کیا کہ قرآن کریم سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام کو (-) کی حالت میں بھی حضرت یحییٰ جیسا فرزند مل گیا- ....خدا تعالیٰ کے فضل سے ناامیدی کیوں؟ چنانچہ میں نے بہت اصرار کیا کہ منشی صاحب موصوف دوسری شادی کر لیں- وہ کہنے لگے کہ اس عمر میں مجھے رشتہ دینے کے لئے کون تیار ہوگا میں نے کہا کہ آپ شادی کا عزم کر لیں اللہ تعالیٰ کوئی سامان پیدا فرمادے گا اور میں انشاء اللہ دعا بھی کروں گا-

جلسہ سالانہ 1943ء میں منشی اللہ دتہ صاحب قادیان آئے اور مجھ کو بھی ملے- ان کے ساتھ ایک جوان عورت اور ایک خوبصورت بچہ بھی تھا- میں نے پوچھا کہ یہ آپ کے ساتھ کون عورت ہے؟ کہنے لگے کہ یہ دوسری بیوی ہے جس کے لئے آپ نے دعا کی تھی- اور کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ دوسری شادی سے بچہ دے گا- چنانچہ بفضلہ تعالیٰ ایسا ہی ہوا ہے- اس کے بعد ان کے ہاں خدا کے فضل سے اور بھی اولاد ہوئی-

(حیات قدسی جلد چہارم ص 10-11)

غیبی مدد

''ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں قادیان مقدس میں تھا- اتفاق سے گھر میں اخراجات کے لئے کوئی رقم نہ تھی اور میری بیوی کہہ رہی تھیں کہ گھر کی ضروریات کے لئے کل کے واسطے کوئی رقم نہیں بچوں کی تعلیمی فیسیں بھی ادا نہیں ہو سکیں- سکول والے تقاضہ کر رہے ہیں بہت پریشانی ہے- ابھی وہ یہ بات کہہ رہی تھیں کہ دفتر نظارت سے مجھے حکم پہنچا کہ دہلی اور کرنال وغیرہ میں بعض جلسوں کی تقریب ہے آپ ایک وفد کے ساتھ تیار ہو کر ابھی دفتر میں آ جائیں- جب میں دفتر میں جانے لگا تو میری اہلیہ نے پھر کہا کہ آپ لمبے سفر پر جا رہے ہیں- اور گھر میں بچوں کے گزارہ اور اخراجات کے لئے کوئی انتظام نہیں- میں ان چھوٹے بچوں کے لئے کیا انتظام کروں؟ میں نے کہا کہ میں سلسلے کا حکم ٹال نہیں سکتا اور جانے سے میں رک نہیں سکتا کیونکہ میں نے دین کو دنیا پر مقدم کرنا کا عہد کیا ہوا ہے.........اس پر میری بیوی خاموش ہو گئیں اور میں گھر سے نکلنے کے لئے باہر کے دروازہ کی طرف بڑھا- اس حالت میں میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کیا کہ ''اے میرے محسن خدا تیرا یہ عاجز بندہ تیرے کام کے لئے روانہ ہو رہا ہے اور گھر کی حالت تجھ پر مخفی نہیں تو خود ہی ان کا کفیل ہو اور ان کی حاجت روائی فرما- تیرا یہ عبد حقیر ان افسردہ دلوں اور حاجت مندوں کے لئے راحت و مسرت کا کوئی سامان مہیا نہیں کر سکتا-''

میں دعا کرتا ہوا ابھی بیرونی دروازہ تک نہ پہنچا تھا کہ باہر سے کسی نے دروازے پر دستک دی- جب میں نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا تو ایک صاحب کھڑے تھے- انہوں نے کہا کہ فلاں شخص نے ابھی ابھی مجھے بلا کر مبلغ یکصد روپیہ دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ آپ کے ہاتھ میں دے کر عرض کیا جائے کہ اس کے دینے والے کے نام کا کسی سے ذکر نہ کریں-''

(حیات قدسی حصہ چہارم ص 5)

بقیہ صفحہ 3

جایا کرتے تھے- بڑی پروقار شخصیت کے مالک تھے ان دنوں جبکہ ہمارا سکول چنیوٹ میں ہوتا تھا- شاہ صاحب کا رہائشی مکان شہر میں ہوتا تھا- اور سکول شہر سے دور تحصیل کے پاس لاہور جانے والی سڑک پر واقع تھا- شاہ صاحب سکول جانے کے لئے سالم تانگہ روزانہ لیا کرتے تھے- اور راستہ میں جو استاد بھی پیدل جاتے ہوئے ملتا اسے عزت کے ساتھ اپنے پاس بٹھا لیا کرتے اس طرح مجھے بھی شاہ صاحب کے ساتھ بیٹھنے کا موقعہ ملتا رہا- سید القوم خادمھم کی عملی تفسیر تھے-

حضرت شاہ صاحب کو آخری غسل دینے کی سعادت بھی خاکسار کے حصہ میں آئی- اللہ تعالیٰ ان کے جنت الفردوس میں درجات بلند فرمائے اور ہمیں ان کی خوبیوں کا وارث بنائے- آمین

عبدالحلیم سحر صاحب

پاکستان میں مہنگائی کا سفر اور اقتصادی مسائل

اس کی وجہ ناجائز منافع خوری ' مصنوعی قلت اور غلط منصوبہ بندی ہے

مہنگائی نے غریب کی کمر توڑ کر رکھ دی ہے خاص طور پر یہ صورت حال ترقی پذیر ممالک میں ہے- ایک طرف دیکھا جائے تو انسان کو ہر طرح کی بنیادی سہولتیں حاصل ہیں- زندگی کی ہر آسائش میسر ہے- دوسری طرف بھی انسان ہیں جن کو جسم اور روح کا رشتہ برقرار رکھنے کے لئے سر توڑ کوشش کرنی پڑ رہی ہے- اگر بہتر منصوبہ بندی کے ذریعہ ان کی حالت بدلنے کی کوشش کی جائے تو کافی حد تک مسائل حل ہو سکتے ہیں- لیکن قومی زندگی کی بے ترتیبی اور انتشار نے سارا نظام درہم برہم کر کے رکھ دیا ہے-

مہنگائی کا تعلق ناجائز منافع خوری' اشیاء کی مصنوعی قلت پیدا کرنا' اور غلط منصوبہ بندی سے ہے- ورنہ ''قیمتوں کا آزادانہ نظام'' مارکیٹ میں قیمتوں کو خود بخود متوازن کرتا رہتا ہے- قیمتیں بازار میں اشیاء کی طلب اور رسد کی بنیاد پر طے ہوتی ہیں- طلب کے مطابق اگر بازار میں رسد باقاعدگی سے پہنچتی رہے تو قیمتیں مستحکم رہتی ہیں لیکن اگر رسد مصنوعی قلت پیدا کر کے کم کر دی جائے تو طلب کے لحاظ سے قیمت تیزی سے زیادہ ہونی شروع ہو جاتی ہے-

دوسری طرف اگر بعض بنیادی ضرورتوں کی چیزوں کی قیمتوں میں اضافہ کر دیا جائے تو ان سے متعلق اشیاء کی قیمتیں خود بخود زیادہ ہو جاتی ہیں مثلاً اگر پٹرول اور بجلی کی قیمتوں میں اضافہ کر دیا جائے تو جن صنعتوں میں ان اشیاء کا استعمال ہوتا ہے ان کی پیداواری لاگت بڑھ جاتی ہے جس کی وجہ سے پیدا ہونے والی اشیاء کی قیمتوں میں اضافہ ہو جاتا ہے- جس طرح آج کل ہماری معیشت کی صورت حال ہے- پٹرول اور بجلی کی قیمتوں میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے جس کی وجہ سے دوسری اشیاء بھی مہنگی ہوتی جا رہی ہیں- سب سے زیادہ تکلیف دہ صورت حال یہ ہے کہ دوسری اشیاء کی قیمتیں بے لگام بڑھتی چلی جاتی ہیں- مثلاً گھی- آئل' چینی اور دوسری اشیاء کی قیمتیں Jumps کی صورت میں بڑھی ہیں- گھی کی قیمت میں فی کلو 7 روپے تک اضافہ ہوا ہے- اس قسم کی مہنگائی انتہائی خطرناک ہوتی ہے-

اگر بازار میں رسد کو موثر اور زیادہ بنایا جائے تو قیمتیں اپنے آپ ایک معیار پر رہتی ہیں - مثلاً 2002ء میں گندم کی قیمت کم ہوئی جبکہ اس سے پچھلے سال -/320 روپے فی من بھی فروخت ہوئی اور 2002ء میں -/270 روپے سے لے کر -/290 روپے تک بازار میں دستیاب رہی- اس کی وجہ رسد میں غیر معمولی اضافہ ہے حالانکہ موسمی حالات موافق نہ تھے- پھر بھی گندم کی پیداوار اچھی ہوئی کچھ سال کا سٹاک مارکیٹ میں آیا- اسی طرح اگر چینی کی رسد میں یا پیداوار میں اضافہ کیا جائے تو اس کی قیمت بھی ہر سال کی مستحکم رہے گی- مصنوعی قلت اور پیداوار میں کمی کی وجہ سے اس بنیادی ضرورت کی اشیاء کی قیمت غریب آدمی کی پہنچ سے دور ہو گئی ہے- حالانکہ چینی کی پیداوار میں ہم خود کفالت کی منزل پر پہنچ چکے ہیں-

اسی طرح دالوں اور دوسری اشیاء کی پیداواری صلاحیت میں اضافہ کر کے ہم کم از کم غریب آدمی کو دو وقت کی روٹی تو میسر کر سکتے ہیں گھی یا کھانے کا آئل اور ان میں استعمال ہونے والی Product کی پیداوار میں اضافہ کر کے ہم اس کی رسد میں اضافہ کر سکتے ہیں-

اگر کسانوں کے لئے زراعت کے شعبہ میں ترقی کے لئے 10 سال تک کے منصوبے بنائے جائیں- اس میں ان کو کھاد بیج اور دوسری مشینری سستے داموں مہیا کی جائے- پانی وافر مقدار میں مہیا ہو- اور خاص طور پر بجلی کی انتہائی سستی سپلائی کی جائے- اسی طرح کسانوں کو یہ سہولت دی جائے کہ وہ اپنی پیداوار بروقت مارکیٹ میں لے آئیں- اگر گورنمنٹ یا ادارے خود کھیتوں سے کسانوں کی پیداوار اٹھا لیں تو یہ بہت اچھے نتائج پیدا کر سکتا ہے-

ضرورت اس امر کی ہے کہ مہنگائی پر قابو پانے کے لئے طویل اور موثر منصوبہ بندی کی جائے- امریکہ جو ایک ترقی یافتہ ملک ہے وہاں پر معاشی ترقی کی رفتار تیز ہو گئی ہے اور محنت کی رسد کم ہو گئی ہے- یہ ملک دوسرے ممالک سے انفرادی قوت منگوا رہا ہے- کمپیوٹر کے ماہرین ہم پیدا کر رہے ہیں اور فائدہ دوسرے ممالک اٹھا رہے ہیں یہ سب کچھ کیوں ہے- اس لئے کہ وہاں پر باقاعدہ کئی کئی سال کی منصوبہ بندی ہوئی ہے- کوئی بھی شعبہ ہو- مثلاً زراعت ہو- دفاع ہو- یا صنعت ہو Think Tank بنے ہوئے ہیں ماہرین سالہا سال تک منصوبہ بندی کرتے ہیں غور و فکر کرتے ہیں- ملک کے بہترین دماغ ہر پہلو سے جائزہ لیتے ہیں- اس کے بعد ان منصوبوں کو لاگو کر دیا جاتا ہے اس کے بعد اس کا Follow up کیا جاتا ہے اس پر عملدرآمد کروایا جاتا ہے پھر نتائج حاصل کئے جاتے ہیں-

قیمتوں کے کنٹرول اور مہنگائی پر قابو پانے کے لئے شہروں اور دیہاتوں کے لحاظ سے آبادی کے لحاظ سے لوگوں کی بنیادی ضرورتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے فیصلہ ہونا چاہئے کہ کیا چیز کتنی چیز منڈی میں درکار ہو گی- رسد کو طلب کے لحاظ سے پورا کرنا چاہئے- قیمتیں خود بخود کنٹرول میں آ جائیں گی-

دوسرا صارف میں یہ شعور ہونا چاہئے کہ قیمتیں کیوں زیادہ ہو رہی ہیں وہ خود ان کو کنٹرول کر سکتا ہے- دکاندار جس چیز کی قیمت میں اضافہ کر دیتے ہیں صارف اس کی خریداری کم کر دے- یہ بہت ضروری ہے اس طرح دکاندار سمجھ جائے گا کہ میری شے کی قیمت زیادہ ہے وہ جب زیادہ بکے گی نہیں تو وہ قیمت کم کر دے گا- اس طرح دکاندار بغیر کسی وجہ کے قیمتیں نہیں بڑھائیں گے- اور قیمتوں کا نظام بہترین طور پر چلتا رہے گا- قیمتوں میں اضافہ صارف کا اپنا رویہ ہے-

جنگ عظیم دوم شروع ہونے کے ساتھ ہی مہنگائی کا ایک طوفان آیا کیونکہ ضروریات زندگی کی اشیاء نایاب ہو گئی تھیں- اس زمانہ میں سکہ رائج الوقت میں ایک روپے کا نوٹ نہیں ہوتا تھا- سکہ چاندی کا ایک تولہ وزن کا سکہ ہوتا تھا- اس ایک سکہ کے (ایک روپے) کے سولہ آنے ہوتے تھے اور ایک آنے کے چار پیسے ہوتے تھے- گویا ایک روپے کے 64 پیسے ہوتے تھے- ان کی قدر اس طرح نوٹ کی جا سکتی ہے کہ ان سکوں سے کھانے پینے کی کافی اشیاء آ جاتی تھیں- ایک روپے کے سکے کے علاوہ 8 آنے' چار آنے اور 2 آنے کے سکے بھی ہوتے تھے- آنے کا سکہ نکل کا اور پیسے کا سکہ تانبے کا ہوتا تھا- اس وقت روپے میں کئی اشیاء آ جاتی تھیں اور اب اس کی قدر یہ ہے کہ ایک روپے میں بچوں کو ایک ٹافی آتی ہے-

جنگ عظیم دوم کے وقت اشیاء کی قیمتیں

1940ء میں قیمتوں میں اضافہ کی وجہ سے سب سے زیادہ غریب متاثر ہوئے- گو کہ اس وقت لوگوں کی زندگیاں بہت سادہ تھیں ان کو کھانے پینے رہنے کی اشیاء کے علاوہ کوئی اور مخصوص ضروریات نہ تھیں مثلاً ٹیلی فون نہ بجلی نہ گیس نہ سائیکل نہ موٹر سائیکل نہ کاریں وغیرہ- طرز زندگی انتہائی سادہ تھی- اس زمانہ میں گندم ایک روپے بارہ آنہ کی چالیس سیر آتی تھی ایک روپے ایک آنہ کی چالیس سیر چینی ملتی تھی- ایک روپے کا سولہ سیر گڑ آتا تھا- ایک روپے کا ایک کلو دیسی گھی ملتا تھا جبکہ بناسپتی گھی 2 پیسے کلو ہوتا تھا- اس زمانہ میں غریب لوگ بناسپتی گھی خریدتے اور استعمال کرتے اور انتہائی راز داری رکھتے تھے تاکہ کسی کو محسوس نہ ہو سکے کہ فلاں کے گھر بناسپتی گھی استعمال ہوتا ہے- بکرے کا گوشت فی سیر 4 آنے کا آتا تھا- تمام سبزیاں سیر کے حساب سے پیسوں کی ملتی تھیں- 5 روپے سے لے کر 6 روپے تک زندہ بکرا اچھا صحت مند مل جاتا تھا- جبکہ دودھ دینے والی گائے 30 سے 35 روپے میں فروخت ہوتی تھی- دودھ دینے والی بھینس کی قیمت 45 روپے سے 65 روپے تک تھی-

دیسی گھی کی تیار کردہ مٹھائی اس زمانہ میں 10 آنے فی سیر تھی جاپانی بہترین سائیکل 16 روپے کا موٹر سائیکل 600 سے نو سو روپے کا تھا- لیکن یہ کسی کسی کے پاس ہوتا تھا- اس زمانہ میں مشہور کمپنی کی گاڑی فورڈ موٹر چلتی تھی- ایک کار 2700 روپے میں جبکہ شیورلیٹ گاڑی 2900 روپے میں فروخت ہوتی تھی- آسٹن جو کہ چھوٹی کار تھی وہ 2000 سے لے کر 3000 روپے میں مل جاتی تھی- اعلیٰ کوالٹی کا پیٹرول ایک گیلن ایک روپے 2 آنے کا ملتا تھا آج کے دور میں اگر ان قیمتوں کو دیکھا جائے تو مذاق محسوس ہوتی ہیں- کیونکہ آج کے نوجوان نے نہ ''آنہ'' دیکھا نہ ''پیسہ'' آج تو ڈالرز اور پونڈز کا دور ہے-

قیام پاکستان کے بعد اشیاء کے نرخ

قیام پاکستان کے وقت آٹا 20 پیسے فی کلو تھا- جیسے ہی پاکستان کا قیام عمل میں آیا اور مہاجرین کی آمد شروع ہوئی تو مہنگائی نے اپنے پر پرزے نکالنے شروع کر دیئے- اس وقت چینی 60 پیسے فی کلو' دیسی گھی 2.50 روپے فی کلو' دال چنا 50 پیسے فی کلو' گوشت بکرا ایک روپیہ پچیس پیسے فی کلو اور پٹرول 15 پیسے لیٹر تھا-

ستمبر 1949ء میں برطانیہ نے پونڈ کی قیمت میں ایک تہائی کمی کر دی جبکہ پاکستان نے روپے میں کوئی کمی نہ کی جس کی وجہ سے پٹ سن اور کپاس کی تجارت بری طرح متاثر ہوئی- اسی دور میں آٹا 20 پیسے سے 30 پیسے فی کلو ہو گیا چینی 60 سے 70 پیسے فی کلو' دیسی گھی 2.50 روپے فی کلو سے 3 روپے کلو' دال چنا 50 سے 70 پیسے فی کلو ہو گئی- گوشت بکرا 1.25 سے 1.75 روپے فی کلو ہو گیا اور پٹرول کی قیمت 15 پیسے فی لیٹر سے 35 پیسے فی لیٹر ہو گئی-

مہنگائی کی اس لہر سے عوام میں بہت بے چینی پیدا ہوئی اور مہنگائی کے خلاف تحریکیں چلنی شروع ہو گئیں- ان کا انجام یہ ہوا کہ 1958ء کا مارشل لاء نافذ ہو گیا- ایوب حکومت نے مہنگائی پر کافی حد تک قابو پا لیا- 1957ء کے سال میں مہنگائی کی شدت جون کے ماہ میں ہوئی- اس وقت گندم 13 روپے سے اچانک 14 روپے 4 آنے فی من ہو گئی اور مئی 1958ء میں یہ قیمتیں دوبارہ 13 روپے فی من پر واپس آ گئیں- گندم کے ساتھ ساتھ جوار اور مکئی کی قیمتیں بھی کم ہوئیں البتہ سوتی کپڑے کی قیمتوں میں اضافہ ہوا-

1961-62ء تک قیمتیں کافی حد تک مستحکم رہیں- لیکن ان سالوں میں غذائی اجناس کی قلت پیدا ہو گئی- جس کی وجہ سے مہنگائی کا عفریت پھر حملہ آور ہوا- اس وقت سرخ مرچیں 70 روپے فی من' گڑ 21 روپے فی من' دیسی چینی' 45 روپے فی من ہو گئی اور

مشرقی پاکستان میں چاول مہنگے ہو گئے جس کی وجہ سے لوگوں میں کافی بے چینی پیدا ہوئی۔

1968ء تک بنیادی اشیاء کی قیمتیں کافی حد تک کنٹرول میں رہیں۔ ایوب خان دور کے بعد قیمتیں بڑی تیزی سے بڑھیں۔ ایوب دور تک 1968ء میں آٹے کی بوری تین روپے فی من' چینی 6 روپے فی من تھی۔ گھی کا کنستر 55 سے 56 روپے کا ہو گیا۔ میدے کی بوری 55 روپے سے 70 روپے ہو گئی۔

اس کے بعد کے دور میں یعنی 71ء۔1970ء میں قیمتوں میں استحکام نہ رہا اور مہنگائی تیزی سے بڑھنے لگی۔ گندم اور چاول کی قیمتیں تیزی سے بڑھیں اور کئی گنا اضافہ ہو گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ خام مال اور مصنوعات کی قیمتوں میں بھی اضافہ ہوا۔ اس کی وجہ سے صنعتی ملازمین خاص طور پر متاثر ہوئے۔ اس مالی سال کے دوران ادائیگیوں کا توازن بالکل بگڑ گیا اور مجموعی پر 42.52 کروڑ روپے کا خسارہ ہوا۔ جبکہ مقابلتاً 70ء۔1969ء میں یہ خسارہ 18.43 کروڑ تھا۔ گندم کی قیمت 16.12 روپے سے بڑھ کر 23 روپے فی من ہو گئی۔ جبکہ 9 ستمبر 1970ء میں گندم کی قیمت 18 روپے فی من سے بڑھ کر 22 روپے فی من ہو گئی۔ 1971ء کے سال مئی کے مہینہ میں جب نئی گندم مارکیٹ میں آئی تو گندم سستی ہو گئی لیکن جون کے مہینہ میں پھر اضافہ ہو گیا۔

1976ء کے سال میں آٹا ایک روپے فی کلو چینی 6 روپے فی کلو' دیسی گھی 9 روپے فی کلو اور پٹرول 3.45 روپے فی لیٹر ہو گیا۔ اس دور میں اشیاء کی قیمتیں تیزی کے ساتھ بڑھیں۔ ان حالات میں ملک میں تحریکیں چلتی رہیں اور قیمتوں میں اتار چڑھاؤ آتا رہا۔ مثلاً 1977ء میں چینی 4 روپے فی کلو' بناسپتی گھی 9 روپے فی کلو' دال چنا 2.50 روپے فی کلو اور گوشت بکرا 16 روپے فی کلو اور پٹرول 3.45 روپے فی لیٹر ہو گیا اس دور میں اشیاء کی قیمتیں بڑی تیزی کے ساتھ بڑھیں۔ چائے 10 روپے فی پونڈ' بڑا گوشت 7 روپے فی کلو تھا۔

اس زمانہ میں سونا 597 روپے فی تولہ اور ڈالر 9 روپے 9 پیسے کا تھا۔ مارچ 1977ء میں مہنگائی میں کمی کرنے کے لئے راشن سسٹم جاری کیا گیا۔ اس دوران 40 سیر آٹا بازار میں 46 روپے سے 55 روپے کے درمیان تھا جبکہ ڈپو پر 36 روپے ملتا تھا۔ چینی ڈپو پر 4 روپے فی کلو تھی لیکن بازار میں 12 روپے فی کلو ملتی تھی۔ اوپن مارکیٹ میں سیمنٹ کی بوری 45 روپے کی دیسی گھی 25 روپے فی کلو دستیاب تھا۔ دال ماش 6.50 روپے فی کلو تھی۔ اس دور میں مہنگائی کا گراف بڑھی تیزی سے بلند ہوا۔ مہنگائی نے عام آدمی کی کمر توڑ دی۔

اب ہم 1977ء سے 1985ء کی طرف چلتے ہیں۔ ان آٹھ سالوں کے دوران قیمتوں نے کیا رخ اختیار کیا مثلاً 3 جون 1985ء کی قیمتوں کا جائزہ لیا جائے تو اس روز بکرے کا گوشت 34 روپے فی کلو' 5 جون کو 36 روپے اور 14 جون 1985ء کو 40 روپے فی کلو ہو گیا۔ یعنی صرف 12 دنوں کے دوران 6 روپے فی کلو کا اضافہ ہوا۔ جو اس دور میں بہت زیادہ تھا۔

اسی طرح اگر پٹرول کو دیکھا جائے تو 3 جون 1985ء کو پٹرول 7.65 روپے فی لیٹر' 5 جون 1985ء کو 7.78 فی لیٹر اور 14 جون کو بھی 7.78 روپے فی لیٹر تھا۔ سیمنٹ کی بوری 3 جون 1985ء کو 79 روپے کی اور 5 جون کو 83 روپے کی تھی۔ چینی کی بوری 3 جون کو 720 روپے' 5 جون کو 960 اور 14 جون کو کم ہو کر 920 روپے کی ہو گئی۔ مشروب کی بوتل 3 جون 1985ء کو 2.75 روپے اور 5 جون کو 4 روپے کی ہو گئی۔

2 سال بعد یعنی 1987ء میں قیمتوں کی کیا صورت حال تھی۔ دسمبر 1987ء کو 40 کلو آٹا ڈپو پر 74 روپے کا ملتا تھا اور بازار میں 94 روپے فی 40 کلو تھا۔ چینی ڈپو پر 7.75 روپے اور بازار میں 9 روپے فی کلو دستیاب تھی۔ دال چنا 6 روپے فی کلو دال ماش 10 روپے فی کلو' دیسی گھی 50 روپے فی کلو اور گوشت بکرا 28 سے 30 روپے فی کلو ہو گیا۔ اور سیمنٹ کی بوری 70 روپے کی تھی اس دوران سیمنٹ اور گوشت بکرا کی قیمتوں میں کچھ کمی ہوئی۔

1990ء میں آٹا 3 روپے فی کلو اور بناسپتی گھی 18 روپے فی کلو تھا۔ 1993ء میں یعنی تین سال بعد آٹے کی قیمت میں 80% اضافہ ہوا۔ اور گھی کی قیمت میں 50% تک اضافہ ہوا۔ گھی 18 روپے سے 26 روپے فی کلو ہو گیا۔ چینی 9 روپے سے 12 روپے فی کلو ہو گئی اس میں 33% اضافہ ہوا۔

جنوری 1991ء میں آئی ایم ایف کے دباؤ پر ٹرانسپورٹ کے کرایہ میں اضافہ کر دیا گیا ٹیلی فون کی کال 1.25 روپے کی ہو گئی۔ اسی دوران بجلی کے نرخوں میں بھی اضافہ کر دیا گیا ڈالر مسلسل بڑھتا رہا۔ مہنگائی نے ہر دور میں اپنا زور لگایا جس سے غریب آدمی غربت کی دلدل میں پھنستا گیا۔ اور متوسط طبقہ بھی غریبوں میں شامل ہوتا گیا۔

1993ء کے ابتدائی 6 ماہ کے دوران قیمتوں میں اس طرح اضافہ ہوا۔ گندم اور چاول کی قیمتوں میں 30% تک' دالوں میں 60% بجلی اور گیس کی قیمتوں میں 15 سے 20 فی صد اضافہ ہو گیا۔

97ء۔1996ء میں پیش ہونے والے بجٹ کی وجہ سے افراط زر میں ریکارڈ اضافہ ہوا۔ پاکستان کو روپے کی قیمت میں بار بار کمی کرنی پڑی جس کی وجہ سے مہنگائی نے زور مارا۔ 12 اگست 1996ء تک گندم کی قیمتوں میں 4.62 فی صد' آٹے میں 1.14 فیصد' چاول باسمتی 3.97 فی صد' دال مسور میں 1.38 فی صد' دال مونگ 0.17 فیصد اور چینی کی قیمتوں میں 8.51 فیصد اضافہ ہوا۔

نومبر 1996ء میں مہنگائی کی ایک اور لہر آئی اور غریب پس کر رہ گیا۔ ریگولر پٹرول کی قیمت 16.81 روپے فی لیٹر' سپر 17.92 روپے فی لیٹر جبکہ مٹی کا تیل 9.29 روپے فی لیٹر ہو گیا۔ اس کی وجہ سے روزمرہ استعمال کی اشیاء کی قیمتیں بڑھ گئیں۔ خاص طور پر گھی' سیمنٹ' خشک دودھ' دالوں کی قیمتوں میں نمایاں اضافہ ہوا۔

اب ہم مئی 1998ء کی طرف آتے ہیں اس ماہ ایٹمی دھماکے کئے گئے۔ اس کے ساتھ ہی مہنگائی کا شدید ترین حملہ عوام پر ہوا۔ ڈالر کی قیمت میں زبردست اضافہ ہوا۔ ایٹمی دھماکہ سے پہلے ڈالر 46.37 روپے کا تھا (سرکاری قیمت) جو چند دنوں میں ریکارڈ اضافہ کے ساتھ 62 روپے کا ہو گیا۔ 1998ء میں پٹرول کی قیمتوں میں 25% تک اضافہ کا اعلان کیا گیا۔ جو کہ پاکستان کی تاریخ میں سب سے زیادہ اضافہ تھا۔ سپر پٹرول 18 روپے 91 پیسے سے بڑھ کر 24.64 روپے ہو گئی۔ اس میں 4.73 روپے فی لیٹر اضافہ ہوا۔ ریگولر 17.75 روپے سے بڑھ کر 22.19 روپے ہو گیا۔

1999ء میں بجلی کے نرخوں میں کمی کی گئی۔ جس سے صارفین کو تھوڑا سا ریلیف ملا۔ گھریلو صارفین کے لئے بجلی کا ٹیرف کم کر دیا گیا۔ ایک یونٹ سے پچاس یونٹ تک 1.40 روپے فی یونٹ پچاس یونٹ 100 یونٹ تک 1.72 روپے فی یونٹ' 100 یونٹ سے 300 یونٹ تک 2.62 روپے فی یونٹ ریٹ مقرر کیا گیا۔ اس دوران 1200 میگاواٹ بجلی فاضل ہو گئی۔ اس عرصہ کے دوران واپڈا کی آمدنی میں تین ارب روپے کا اضافہ ہوا۔ کیونکہ منظم طریق پر کرپشن اور بجلی چوری پر کنٹرول کرنے کی کوشش کی گئی۔

پاکستان کے غریب لوگ 1980ء سے 1999ء کے دوران مہنگائی سے کافی پریشان رہے۔ سیاسی حالات کی بے چینی' غیر ملکی سرمایہ کاروں کی واپسی کی وجہ سے معاشی حالات کساد بازاری کا شکار رہے۔ اس دوران سات ہزار صنعتی یونٹ بند ہو گئے۔

دوسری طرف معاشی پالیسیوں میں توازن نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں نے اپنی رقوم بیرون ملک منتقل کرنی شروع کر دیں۔ تقریباً 45 ہزار ملین ڈالر باہر منتقل ہو گئے۔ 1999ء کے بعد اب تک 2003ء کا سال شروع ہے اس میں بھی بجلی، گیس، ٹیلی فون، پٹرول، اور ڈیزل کی قیمتوں میں مسلسل اضافہ کیا گیا۔ جس سے دوسری روزمرہ کی اشیاء کی قیمتیں بہت زیادہ بڑھ گئیں جو کہ عام آدمی کی پہنچ سے باہر ہیں۔ ملک کے اندر اور باہر کے حالات نے مہنگائی کی خطرناک صورت حال پیدا کر دی ہے۔ اس دور میں بجلی کی قیمت میں کچھ کمی کی گئی ہے لیکن یہ ناکافی ہے۔ لیکن دوسری طرف پٹرول اور ڈیزل اور مٹی کے تیل کی قیمتیں بڑھ رہی ہیں۔ جن کا اثر براہ راست روزمرہ اشیاء کی پیداواری لاگت پر پڑتا ہے۔ اور یہ اشیاء مہنگی ہو جاتی ہیں۔

تعلیم ایک بنیادی اور اہم ضرورت ہے۔ اس کے اپنے اخراجات ہیں۔ غریب بیچارے مہنگائی کی وجہ سے اپنے بچوں کو تعلیمی اداروں میں داخل کرانے سے قاصر ہیں۔ اس طرح ملک کے ذہین اور ہونہار بچے چائے کے کھوکھوں' سائیکلوں کی دوکانوں' ڈرائیوروں کے ساتھ ہیلپر کی حیثیت سے' گھروں میں رنگ و روغن کرنے والوں اور ویلڈنگ کی دوکانوں پر آنے والے کل کو اندھیروں میں دھکیل رہے ہیں۔ یہ ہماری معاشی عدم مساوات کی وجہ سے ہے۔

ترجمہ: احمد مستنصر قمر صاحب

مرگی کا تعارف

مرگی کی بنیادی وجہ دماغ میں برقی لہروں کے نظام میں خلل واقع ہوتا ہے۔ عام زندگی میں روزانہ لاکھوں برقی پیغامات دماغ سے جسم کے تمام حصوں کو منتقل ہوتے ہیں۔ اور ہمارے اعضاء ان پیغامات کے مطابق حرکت کرتے ہیں۔ اور افعال سرانجام دیتے ہیں۔ مرگی کے مریض میں دماغ سے جسم کے باقی اعضاء میں جانے والے پیغامات کا عمل کسی خرابی کا شکار ہو جاتا ہے۔ اور بعض اوقات پیغامات کے منتقل ہونے کا یہ عمل غیر معمولی طور پر تیزی اختیار کر جاتا ہے۔ جس کا اثر مختلف شکلوں میں نظر آتا ہے۔ مثلاً بے ہوشی کا دورہ پڑ سکتا ہے۔ بعض حسیں متاثر ہو سکتی ہیں وغیرہ وغیرہ۔ مرگی کے ان حملوں کو Epilectic Seizure کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ حملہ دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک قسم میں تو یہ دماغ کے صرف ایک حصے کو متاثر کرتا ہے۔ جبکہ دوسری زیادہ خطرناک صورت میں دماغ کے تمام حصوں کو متاثر کرنے کا باعث بن جاتا ہے۔

مرگی کی وجوہات میں پیدائش سے پہلے یا بعد کی کوئی دماغی چوٹ' خوراک کی کمی' کوئی متعدی بیماری' دماغ کا کینسر یا کوئی زہر ہو سکتا ہے جو دماغ میں سرایت کر جائے۔ تاہم بعض حالات میں اصل وجہ معلوم نہیں ہو سکتی۔

مرگی کے حملے سے قبل جسم میں ارتعاش اور ایک قسم کی بے چینی اور بے آرامی کی کیفیت محسوس ہوتی ہے۔ جسے ڈاکٹری اصطلاح میں "AURA" کہا جاتا ہے۔ یہ مرگی کے حملے کی نشاندہی پیشگی کر دیتا ہے۔ حملہ ہونے سے قدرے شروع کی علامات مختلف ہو سکتی ہیں۔ کئی صورتوں میں آنکھوں کے آگے اچانک روشنی محسوس ہونا اور یوں محسوس ہونا کہ جیسے آتشبازی ہو رہی ہے وغیرہ شامل ہیں۔ جو لوگ مرگی کا شکار ہو چکے ہوں ان کے لئے ذہنی تناؤ' مناسب نیند کی کمی' ضرورت سے زیادہ محنت' کم کھانا یا ادویات کا مناسب استعمال نہ کرنا خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ اس کے علاج میں اگر عام ادویات سے افاقہ نہ ہو تو آپریشن بھی کیا جا سکتا ہے۔ مرگی کے اکثر مریض اپنی زندگی خوش وخرم اور صحت مند طریق پر گزار سکتے ہیں۔ بہت کم ایسے ہوتے ہیں جو کچھ زیادہ ہی حملوں کے نتیجے میں زندگی کی رعنائیاں کھو بیٹھتے ہیں۔ اطباء کی رائے میں مرگی کے مریض کو نشاستہ کم اور پروٹین اور Fats یعنی چکنائی زیادہ استعمال کرنی چاہئے۔

(مزید معلومات کیلئے www.brain.com وزٹ کریں)

ایک نئے دور کا آغاز اور عہد کی تجدید

تجدید بیعت کا فلسفہ اور اس کی روح پاک تبدیلی ہے

ہم اپنے دلوں سے گناہوں کے چراغ بجھا کر تقویٰ کے چراغ روشن کرتے ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اپنے پہلے خطبہ جمعہ 11 جون 82ء میں ریزولیوشنز کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

باوجود اس کے کہ ہمارا ہر قول سچا ہوتا ہے پھر بھی ریزولیوشنز کا یہ رنگ ایک ظاہری سا رنگ ہے اور جماعت احمدیہ کی شان اس سے زیادہ کا تقاضا کرتی ہے۔ ہمیں ریزولیوشنز کچھ اور رنگ کے کرنے چاہئیں اور وہ اس قسم کے ہونے چاہئیں کہ

اے جانے والے! ہم تیری نیک یادوں کو زندہ رکھیں گے۔ ان تمام نیک کاموں کو پوری وفا کے ساتھ یا پوری ہمت کے ساتھ خدا تعالیٰ سے توفیق مانگتے ہوئے چلاتے رہیں گے اور اپنے خون کا آخری قطرہ تک ان کاموں میں حسن کے رنگ بھرنے کے لئے استعمال کریں گے جو رضائے باری تعالیٰ کی خاطر تو نے جاری کئے تھے۔ اور اگر اس دنیا میں تیری روح ان کی تکمیل کے نظاروں سے تسکین نہیں پا سکی تو اے ہمارے جانے والے آقا! اس دنیا میں تیری روح ان کی تکمیل کے نظاروں سے تسکین پائے گی۔ ہم تجھ سے یہ عہد کرتے ہیں۔ یعنی تیری یاد سے یہ عہد کرتے ہیں اور اصل عہد تو ہمارا اپنے رب سے ہے اور وہی زندہ حقیقت ہے انسان کی کوئی حقیقت نہیں۔ پس اگر ریزولیوشنز ہوں تو اس عہد کے ساتھ ہوں۔ اور آنے والے کے ساتھ بھی آپ ریزولیوشنز کے ذریعہ اظہار وفاداری کریں۔ وہ اس طرح کہ کہیں

اے آنے والے! ہم اپنے دلوں سے معصیت اور گناہوں کے چراغ بجھاتے ہیں اور تقویٰ کے چراغ روشن کرتے ہیں اور تجھے اس دل میں اترنے کی دعوت دیتے ہیں جس دل میں اللہ کے تقویٰ کی مشعلیں روشن ہو رہی ہیں اور ہم تجھ سے یہ عہد کرتے ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ قیام شریعت کی کوشش میں جو اللہ کے فضل کے سوا حاصل نہیں ہو سکتی، دعائیں کرتے ہوئے ہم تیری مدد کریں گے۔ کیونکہ کوئی ایک ذات اس عظیم الشان کام کا حق ادا نہیں کر سکتی۔ ہم ایک وجود کی طرح ایک ایسے وجود کی طرح کہ خلافت اور جماعت الگ الگ نہ رہیں، ایک دھڑکتے ہوئے دل کی طرح، ایک ہاتھ کی طرح اٹھتے اور گرتے ہوئے ایک قدم کی طرح بڑھتے ہوئے ہم تمام نیک کاموں میں تیرے ساتھ تعاون کریں گے اور کوشش کریں گے کہ جگہ جگہ خدا کی عبادت کے معیار بلند ہو جائیں (بیوت الذکر) پہلے سے زیادہ آباد نظر آنے لگیں۔ اللہ کی یاد سے دل زیادہ روشن اور پرنور ہو جائیں۔ جھگڑے اور فساد مٹ جائیں اور ان کا کوئی نشان باقی نہ رہے۔ ایک کامل اخوت اور محبت کا وہ نظارہ نظر آئے جو اس دنیا کی جنت کہلا سکتی ہے اور وہ قائم ہونے کے بعد حقیقت میں اگلی دنیا کی جنت کی خوابیں دیکھی جا سکتی ہیں۔ ہم پوری کوشش کریں گے کہ حضرت مسیح موعود کے پیغام کو جاری و ساری رکھیں، زندہ رکھیں۔ جو کمزوریاں پیدا ہو چکی ہیں ان کو دور کرنے کی کوشش کریں گے۔ اور کوشش کریں گے کہ ایسی نیکیاں عطا ہوں کہ ہر روز نئے پھل پانے والے ہوں نیکیوں کے۔ (۔) جب دل ان ریزولیوشنز سے گزریں گے تو ایک پاک تبدیلی پیدا ہوگی۔ ایک نیکی کی لہر دوڑے گی۔ اور حقیقت یہ ہے کہ تجدید بیعت کا مطلب ہی یہی ہے اور یہی اس کی روح اور اس کا فلسفہ ہے۔ (الفضل 22/ جون 82ء)

اطلاعات واعلانات

درخواست دعا

مکرم ملک منصور احمد صاحب سابق سیٹلمنٹ کمشنر قائداعظم ٹاؤن لاہور سے تحریر کرتے ہیں کہ مکرم ڈاکٹر طاہر احمد صاحب امریکہ میں سخت بیمار ہیں۔ اور کافی کمزور ہوگئے ہیں۔ ہسپتال میں داخل ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں شفائے کاملہ عطا فرمائے۔ آمین

پتہ درکار ہے

مکرمہ امۃ العزیز صاحبہ وصیت نمبر 16095 زوجہ مکرم علی احمد خان صاحب معرفت مکرم محمد احمد خان صاحب 11۔ میونسپل کمپلیکس نمبر 5-K مری روڈ راولپنڈی کے گھر کا ایڈریس 98۔ ملت کالونی کھاسنگھ اسٹیٹ راولپنڈی ہے۔ کافی عرصہ سے رابطہ نہیں ہے۔ اگر موصیہ خود پڑھیں یا کسی دوست کو ان کے بارہ میں علم ہو تو ان کا موجودہ ایڈریس دفتر وصیت میں پہنچا دیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز)

شادی

مکرم چوہدری خالد سیف اللہ خان صاحب نائب امیر آسٹریلیا تحریر کرتے ہیں کہ مکرمہ مہ وش عزیز خان بنت مکرم چوہدری عزیز اللہ خان صاحب وڑائچ آف چک نمبر 71 جنوبی سرگودھا حال مقیم آسٹریلیا کی شادی مکرم چوہدری اظہر احمد صاحب بٹر ولد مکرم چوہدری اعجاز احمد صاحب مرحوم (سابق پرنسپل) آف دیال گڑھ نزد چک جھمرہ کے ساتھ 2 فروری 2003ء کو سڈنی میں ہوئی۔ مکرمہ مہ وش صاحبہ خاکسار کی نواسی اور حاجی عبدالجلیل صاحب مرحوم کی پوتی ہے احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ شادی کو ہر جہت سے مبارک کرے اور مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔ آمین

معیاری ہومیو پیتھک ادویات
مناسب قیمت پر دستیاب ہیں
کیوریٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی انٹرنیشنل گولبازار ربوہ
فون: 04524-213156 فیکس 212299

گردہ، پتے اور مثانے کی پتھری یا مجھ پن شوگر ہائی بلڈ پریشر اور پیٹ کی رسولی اور بچے کی پیدائش آسان اور ہسٹیریا کا مکمل علاج
قد کورس 3 ماہ میں تقریباً 4 سے 7 انچ کا اضافہ انشاء اللہ انگریزی ہومیو پیتھک اور دیسی ادویات حیوانات کا مرکز
الناصر ہومیو ہسپتال اینڈ سٹور
سرگودھا روڈ نزد چونگی 3 دارالفضل غربی ربوہ
ڈاکٹر احمد ناصر شہزاد ہومیو فزیشن
فون آفس 212004-212698 212101

اکسیر بواسیر
خونی بواسیر کی مفید مجرب دوا
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ
PH: 04524-212434, FAX: 213966

دانتوں کا معائنہ مفت ☆ عصر تا عشاء
احمد ڈینٹل کلینک
ڈینٹسٹ: رانا مدثر احمد / طارق مارکیٹ اقصیٰ چوک ربوہ

ارشد بھٹی پراپرٹی ایجنسی
بلال مارکیٹ بالمقابل ریلوے لائن
فون آفس: 212764 گھر: 211379

روزنامہ الفضل رجسٹرڈ نمبری پی ایل 29